عباداللہ فاروقی

حضرت شاہ دولہ دریائیؒ

آپ کا اسم گرامی حضرت کبیرالدین ہے۔ آپ کے سن ولادت کے متعلق لوگ مختلف البیان ہیں۔ بعض کے نزدیک آپ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر باقر نے اپنی تصنیف LAHORE PAST AND PRESENT میں آپ کو شاہجہانی دور کا عارف بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اکبر کے عہد میں پیدا ہوئے ہوں اور شاہجہان کے زمانہ میں کمال حاصل کر کے شہرت حاصل کی ہو۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ سہروردی خاندان کے بزرگ تھے جو شاہجہانی دور میں گزرے ہیں۔

چشتیہ سلسلہ کی ایک مستند کتاب "حقیقت گلزار صابری" جو ۱۳۰۲ھ میں رام پور کے مطبع حسن میں طبع ہوئی تھی کے صفحہ ۲۷ پر یوں رقم ہے۔

"حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں کہ تاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ کو روز پنجشنبہ بعد مغرب میں نے سید کبیرالدین شاہ دولہ کو بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند فرمایا اور ترقی کیفیت باطنی میں

لولی حیدر آباد

متوجہ کردیا۔[۱]

مذکورہ اقتباس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت شاہ دولہ حضرت غوث اعظم کے مرید اور ان کا سلسلہ قادری ہے۔ اس کے برعکس خزینۃ الاصفیاء میں یوں درج ہے۔

"کہ وے خلعت آزادگی پوشیدہ بخدمت سید ناسرمست سیالکوٹی کہ قطب الوقت بود۔ رسید و مرید شد و چند سال در خدمت وے حاضر ماند۔"[۲]

اس حوالے سے آپ کا سہروردی ہونا پایا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے مرشد سید ناسرمست سہروردی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سوائے مولف حقیقت گلزار صابری کسی نے بھی انہیں قادری قرار نہیں دیا۔ مولانا محمد شفیع مرحوم فرماتے ہیں۔

"سب جانتے ہیں کہ سہروردی سلسلہ کی ابتداء پنجاب میں شیخ الاسلام سے ہوئی۔ سہروردیوں کی ۲۳ خانقاہیں ہیں گیارہ لاہور میں جن میں شیخ عبد الجلیل چوہڑ بندہ متوفی ۹۱۰ھ اور شیخ موسی آہنگ متوفی ۹۲۵ھ کی خانقاہیں بھی شامل ہیں۔ پانچ ملتان میں اور چار جھنگ میں ہیں اور ایک گجرات میں ہے۔ یعنی شاہ دولہ گجراتی کی خانقاہ۔ ان کے علاوہ دہلی میں بھی ہیں"[۳]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شاہ دولہ کا حضرت غوث اعظمؒ سے یہ سلسلہ بیعت کوئی تعلق نہیں۔ بقول مفتی غلام سرور مولف خزینۃ الاصفیا حضرت شاہ دولہ کا سن وفات ۱۰۷۵ھ ہے۔ فرماتے ہیں!

"وفات آں جامع الکمالات در سال یک ہزار ہفتاد و پنج شدہ"

اس کے برعکس مولف اخبار الاصفیاء نے حضرت غوث اعظمؒ کی تاریخ وفات یوں تحریر فرمائی ہے!

۱۔ حقیقت گلزار صابری ص۷۲ ۲۔ خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص۱۰۲

۳۔ شیخ الکبیر شیخ الاسلام بہاؤ الدین ابو محمد زکریا ملتانی ص۲۹

وفات آں سنہ احدی وسبعین وخمسایۃ شاہ"

اس طرح حضرت غوث اعظم المنجد باللہ ابوالمظفر یوسف العباسی کے زمانہ میں گزرے
اور حضرت شاہ دولہؒ شاہجہانی دور میں اس لحاظ سے دونوں بزرگوں کے درمیان ۵۱۵
کا فرق ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کی تاریخ وفات "خدا دوست" سے نکلتی ہے اس کے مطابق
آپ کا وصال ۱۰۷۵ھ میں نہیں بلکہ ۱۰۸۰ھ میں ہوا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا شجرۂ طریقت یوں درج فرمایا ہے۔

"شجرۂ آبائے کرام وے باد شاہ بہلول میرسد و سلسلۂ پیران بہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی پیوندد۔ وبدین کہ حضرت شاہ دولہ گجراتیؒ مرید حضرت سیدنا سرمستؒ[1] و وے مرید شاہ ملنگ عرف شاہ مونگا ولیؒ[1] و وے مرید شاہ کبیرؒ و وے مرید شیخ شہید اللہؒ و وے مرید شیخ یوسفؒ و وے مرید پیر برہانؒ و وے مرید شیخ صدرالدینؒ و وے مرید شیخ بدرالدینؒ ابوالفتح ملتانی و وے مرید شیخ صدرالدین عارف و وے مرید حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ"[2]

آپ کا سن ولادت بعض انگریزی کتابوں میں ۱۵۸۱ء لکھا ہے یہ زمانہ شہنشاہ
اکبر کا زمانہ تھا۔ آپ کے والد کا نام عبدالرحیم خاں لودھی ہے جو سلطان ابراہیم لودھی
بہلول شاہ لودھی کی اولاد میں سے تھے۔ گجرات کے گجر قبیلہ کے لوگ آپ کو پٹھان نہیں
گجر نسل سے بتاتے ہیں۔ Bishop G. John Subhan کا بیان ملاحظہ
...ah Daula was born in 1581 A.D. during the
...ign of Akbar. His Father was Abdur Rahim

---

[1] سرمستؒ کا مزار سیالکوٹ محلہ سیداں میں واقع ہے [1] شاہ مونگا ولی کا مزار بھی سیالکوٹ
میں بڑی عیدگاہ کے پاس احاطہ قبرستان حاجی ڈاکٹر فیروزالدین صاحب کے سامنے ہے۔
[2] خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ص ۱۰۳

khan Lodhi, descendent of Shah Ibrahim Lodhi, grand son of Bahlul Shah Lodhi, who died in 1488 A.D. This would make him a pathan (پٹھان) by descent, but he was nevertheless claimed by the Gujjars of Gujrat as belonging to their tribe. (1)

آپ کی والدہ محترمہ کا نام نعمت خاتون تھا جو گھکڑ خاندان سے تھی ؎۲

حضرت کبیرالدینؒ ان روشن ضمیر بزرگوں میں سے تھے جن کے انفاس قدسیہ بر صغیر پاک و ہند سے کروڑوں انسانوں کے قلوب کو معاصی کے زنگ سے صاف کر کے وہ جلا بخشی کہ وہ ذرہ سے آفتاب بن کر کائنات کو منور کرنے لگے موصوف اُن اولیائے کرام میں سے تھے جو ہر قسم کی شان و شوکت سے بے نیاز ہو کر ہند و پاک کے گوشے گوشے میں پہونچے اور کفر و شرک کے تیرہ تار جھنڈوں میں چشمۂ نور بن کر رہے ۔

آپ بچپن ہی میں والد کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے ۔ پانچ برس کی عمر میں والدہ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا ، آپ اس کم سنی اور بے مائگی کی حالت میں پھرتے پھراتے سیالکوٹ پہونچے جہاں ایک صاحب ثروت مہتہ کیمان نے آپ کو اپنی پرورش میں لے لیا ۔ جوان ہونے پر آپکو سیالکوٹ کے قانون گو کے توشہ خانے کا انچارج مقرر کر دیا ۔ شاہ دولہ کی طبیعت میں خدا ترسی اور سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ زندگی بھر انہوں نے کسی سائل کو نامراد نہیں لوٹایا ، غالباً اسی دریا دلی کے باعث شاہ دولہ دریائی کے نام سے

---

(1) Sufeism:- Its Saints and Shrines P. 253.

مشہور ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شاہ دولہ نے دریا کے چاہ ... اپنا مسکن
لیا تھا اس لحاظ سے بھی انہیں دریائی کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ چونکہ انہوں نے
دریاؤں پہ پل بنائے تھے اس لیے دریائی کہلاتے ہیں۔

شاہ دولہ سیالکوٹ کے قریب موضع سنگوہی میں مشہور بزرگ شاہ سیدن سرمست کے
حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے اور بارہ سال تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ بارہ سال
بعد ایک رات شاہ سیدن کو یہ محسوس ہوا کہ ان کا وقت آخر آپہونچا۔ شاہ دولہ اس وقت
مرشد کی خدمت میں حاضر تھے۔ شاہ دولہ نے اپنے دوسرے مرید موکونا ی کو دو تین بار بلایا
چوتھی بار پھر بلایا لیکن شاہ دولہ کے سوا کوئی نہ تھا۔ شاہ سیدن نے کہا —— "جیسے رب کی مرضی"
یہ کہکر اپنا دلق فقیری شاہ دولہ کے حوالے کردیا۔ اس کے بعد شاہ دولہ سیالکوٹ آگئے۔ دس
سال تک وہاں رہے۔ جو کماتے مسکینوں اور یتیموں میں تقسیم کر دیتے۔ سیالکوٹ میں اپنے دس
سالہ قیام میں کئی مساجد، تالاب اور ایک نالہ کا پل تعمیر کرایا۔ ۱۰۱۲ھ میں شاہ دولہ سیالکوٹ
چھوڑ کر گجرات چلے آئے اور یہاں پہ قلعہ گجرات کے جانب مشرق رہائش اختیار کرلی اور
اسی جگہ پہ آپ کا مزار ہے۔

حضرت شاہ دولہ ایک باکرامت ولی اللہ تھے۔ اکبری عہد کے تصوف میں اسلامی
اور ہندی تصوف کا امتزاج پایا جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ ایک باکمال صوفی کے حلقہ ارادت
میں ہندو مسلمان مریدوں کی بہت بڑی تعداد ان کے وسیع المشرب ہونے کی دلیل سمجھی جا
سکتی ہے چنانچہ ہندو بھی آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ دونوں قوموں کے افراد آپ کے حلقہ
عقیدت میں شامل تھے۔ آپ کے ایک ہندو مرید نے "کرامت نامہ" کے نام سے آپ کے
حالاتِ زندگی اور کرامات قلمبند کی ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کی فہرست میں چند راجہ
اور چند شاہنشاہوں کے نام بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان میں راجہ چھتر سنگھ آف راجو
اور شہنشاہ عالمگیر کے نام سرِ فہرست ہیں۔ راجہ چھتر سنگھ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ
شاہ دولہ کا مرید تھا۔ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ راجہ لڑکی کو قتل کر دینا چاہتا تھا۔
شاہ دولہ نے راجہ کو اس کے قتل کرنے سے منع کیا اور بتایا کہ یہ لڑکی بادشاہوں کی ملکہ بنے

اور اس کے بطن سے بادشاہ پیدا ہوں گے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں یہی لڑکی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ملکہ اور عالمگیر کے دو لڑکوں شہزادہ معظم اور شہزادہ محمد شاہ کی ماں بنی اور شہزادہ معظم بعد میں بہادر شاہ کے نام سے تخت دلی پر متمکن ہوا یوں تو شاہ دولہ کے نام سے کئی کرامتیں منسوب ہیں۔ مگر شاہ دولہ کو سب سے زیادہ شہرت اس مخلوق کے عوض حاصل ہوئی۔ جسے عرف عام میں شاہ دولہ کے چوہے کہتے ہیں۔ معتقدین کا کہنا ہے کہ شاہ دولہ کی اولاد سے بے اولادوں کی تمنائیں بر آتی ہیں اور ان کی گود ہری ہو جاتی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ پہلا بچہ غیر متناسب اعضاء اور قریباً ماؤف دماغ کے ساتھ پیدا ہوگا اور یہ پہلا بچہ والدین کو شاہ دولہ کے مزار پر بطور نذرانہ پیش کرنا ہوتا ہے۔

حضرت شاہ دولہ کی تعلیم کے بارے میں کوئی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فارسی اور عربی کا غائر مطالعہ کیا تھا۔ ان کا فلسفہ حیات متوفیانہ اور بصیرت عارفانہ تھی۔ ان کے نزدیک فلسفہ معرفت کی تعریف یہ تھی کہ خدا سے انسان کا ایک جذباتی رابطہ ہے اور یہ ایک ایسا جذبہ ہے جو اپنی خودی کو محبوب حقیقی کی ذات میں مدغم کر کے اس سے مکمل وصال حاصل کرنے کی سعی حاصل کرتا ہے۔ عرفاء اس وصال حقیقی کے ذریعے ہی حقیقت الحقائق تک پہونچنے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس ازلی اور ابدی حقیقت کا ادراک محض عقل کے ذریعے ممکن نہیں۔

سہ ماہی رسالہ صحیفہ بابت اپریل ۱۹۷۳ء میں احمد حسین قریشی قلعداری نے حضرت شاہ دولہ دریائی کے حالات پر ایک معاصر تحریر پیش کی ہے۔ جس کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

احمد حسین قریشی قلعداری رقمطراز ہیں۔

یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت شاہ دولہ دریائی کے حالات ان کی وفات کے بعد بہت ہی قریبی زمانے میں چند لوگوں نے قلمبند کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک کتاب موضع سوکہ۔ احمد خاں ضلع گجرات کے ایک بزرگ نے مرتب کی تھی اس کتاب کا ایک ورق راقم الحروف کے کتب خانے میں موجود ہے (ورق ۸، ۷، ۹) مصنف نے اس میں حضرت شاہ دولہ کے وقت مرگ کے چشم دید حالات بیان کئے ہیں پورا متن یہاں درج کیا جاتا

ہے۔ افسوس مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا، قلمی ورق کی عبارت حسب ذیل ہے :۔

"۔ ۔ ۔ عظیم برپا گشت۔ شیخ ہمانجا در موضع میانی ملا حاں (؟) که یک باغ درخت توت ہست نشانده، حضرت ایشاں است۔ شب گزرانیدند۔ وصبح جملہ اہل زیارت را وداع کردہ وخود بادولت در کشتی نشستہ ایں روئے آب گزشتند وملاحاں را از نقد واجناس بسیار انعام کردہ ورخصت فرمودہ متوجہ بگجرات گردیدند وبوقت چاشت درموضع سوق (؟) کہ وطنِ مالوفہ، ایں داعی است تشریف آوردند در مقبرہ متبرکہ اسلاف بزرگوار ایں احقر زیر درخت نشستند وفاتحہ خواندہ بہ زبان کرامت ترجماں راندند کہ اے سروِ بوستاں خلوت کدہ و سال وسرمستاں بادہ احوال ایں وقت انفصال ما وشما بہ زبان آوردہ امید داریم کہ در اندک ایام بجمال یکدگر خورسند شویم، مردم دیہ از رؤساء ورعایا دہندو بازاری ہمہ بزیارت دویدند۔ ودامن نقود وشیرینی وتسکر ومیوہ بنذر گزرانیدند، برہمہ کس از یکے بدیگرے بخشش شد۔ ازانجملہ ایں فدوی قربان صاحبدلاں مقدار دوگھڑی فیض یاب حضور بود مقدار یک پشتارہ تسکر وشیرینی بہ حصہ فقیر آمدہ باشد بعد ازاں روانہ گجرات شدند۔ وتا روزے بصحت وسلامت ماندند (ورق ۹۷) روز ششم ناگاہ آثار تپ واطلاق بحضرت ایشاں درگرفت وسیزدہ روز باین اطلاق مبتلا بودند، حکمای واطبای حاذق ہرچند ترکیب با معجون وسیلہ سعادت خود کردہ مے آوردند ہرگز قبول نمے افتاد وے فرمودند کہ دولہ وصالِ دوست مے خواہد وایں مردم ناداں سبب انفصال مے طلبند وتردد زندگانی مے کنند ونمے دانند کہ۔

زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

دریں اثنا بہادون کہ بعضے آورا فرزند حقیقی مے نامند۔ وبعضے متبنیٰ

ے گویند عرض کرد کہ تبرک بمن عنایت شود فرمودند کہ بہادن تو دولہ
را راضی نکنی مولارا چگونہ راضی خواہی داشت وآں گلیم ......
سنیت (کذا) خواہ تونگہدار خواہ دیگرے۔ ؎
مغز را ہمراہ خود بردا شتیم استخواں بہر مکاں بگذاشتیم
امّا این قدر و صیت مے کنم کہ اگر بر تربت دولا مجاوری خواہی کرد۔ ہر کہ از
ہندوستان و خراسان بایں راہ خواہد گذشت البتہ یک جیتل بر خاکِ خاکسار
خواہد گذاشت برائے معشیت تو ہماں کافی خواہد بود۔ و کمی و غمی
رزق نخواہی دید" [1]

راقم ... میں زمیندار کالج گجرات میں شعبہ انگریزی و فارسی میں
لیکچرار تھا اسے اپنے گجرات کے قیام کے دوران میں دو تین مرتبہ حضرت شاہ دولہ
کے مزار پہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں کئی چوہے دیکھنے میں آئے۔ ان کے متعلق
عجیب وغریب باتیں بھی سننے میں آئیں۔ مثلاً یہ کہ جب ان کی موت کا وقت آتا ہے
تو یہ غائب ہو جاتے ہیں اور ان کی قبر نہیں بنتی۔ لیکن میں ان باتوں کی تصدیق
نہ ہو سکی۔

مزار پر علاوہ نقش و نگار کے جا بجا در و دیوار پر مثنوی مولانا روم کے اشعار
لکھے ہوئے نظر آتے ہیں یہ اس قدر زیادہ ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی کا ایک حصہ نقل
کر دیا گیا ہے۔ آپ کا مزار شاہ دولہ گیٹ میں واقع ہے۔

کتابیات

(۱) ... (۲) معجز الواصلین (۳) خزینۃ الاصفیا
(۴) سکینۃ الاولیاء (۵) سہ ماہی صحیفہ (۶) SUFIES IN 24 SOINT AND SHRINS.
(۷) LAHORE PAST AND PRESENT (۸) گلزار صابری
(۹) شیخ الکبیر شیخ الاسلام بہاؤ الدین ابو محمد زکریا ملتانی

[1] سہ ماہی صحیفہ ص ۱۴۲ تا ۱۴۱ (مجلس ترقیِ ادب لاہور کا علمی مجلہ)